امام خمینی کے افکار وعقائد کی روشنی میں ابراہیمی حج کی تلاش

سید عدیل رضا عابدی

ہر سال ماہ ذی الحجہ کی آمد سے قبل دنیا کے کونے کونے میں ہزاروں فرزندان توحید"لبیک اللھم لبیک" کا نعرہ بلند کرتے ہوئے خانۂ خدا کی طرف بڑھنے لگتے ہیں۔ ان خدا پرستوں کے لب ولہجہ سے یہ پتہ چلتا ہے کہ ان کے خالق ومالک نے انہیں اپنی بارگاہ عالیہ میں طلب کیا ہے۔ ہر شخص ایک ہی لباس زیب تن کئے ہوئے نظر آتا ہے۔ کسی کو ذاتی برتری وفضیلت کی فکر نہیں ہے، بلکہ خداوند عالم کی رضا وخوشنودی ہی ہر ایک کا مقصد حیات ہے اور ہر شخص حج ابراہیمی ادا کرنا چاہتا ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ آج زمانہ اپنے ابراہیم کی تلاش میں سرگرم ہے۔

حج ابراہیمی کا مطلب وہی ہے، جس کا اعلان خداوند متعال نے حضرت ابراہیمؑ کے ذریعہ کروایا"واذّن فی النّاس بالحجّ"اور جسے حضرت محمد مصطفیؐ نے زندہ کیا۔

حج ابراہیمی میں صرف ظاہری مناسک اور اعمال ہی کو انجام نہیں دیا جاتا بلکہ اس کے فلسفہ اور مقصد کی جانب بھی توجہ کی جاتی ہے۔

جیسا کہ امام خمینیؒ نے فرمایا کہ خدا کے گھر کا طواف درحقیقت غیر خدا سے دوری اور شیاطین پر پتھر مارنے کا مقصد اسلامی ممالک پر قابض استکباری قوتوں کو نکال باہر کرنا ہے....آج اسلام امریکہ کے ہاتھوں مصائب والام میں گرفتار ہے۔ تمام مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ ہر سال حج سے ایک پیغام ضرور لے جائیں ،وہ پیغام حج پیغام حریت وآزادی۔ امام خمینیؒ کی نظر میں کعبہ مظہر قیام ہے اور حج ایک انسان ساز حقیقت ہے ۔آپ نے حاجیوں کے نام ایک پیغام میں فرمایا: یہ جو اسلام میں حج کا اجتماع ہے دنیا کی کوئی بھی طاقت اتنے لوگوں کو اکٹھا نہیں کرسکتی ۔ ساری اسلامی مملکتیں اور ان کے لیڈران مل کر بھی پانچ لاکھ لوگوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع نہیں سکتے ہیں۔ یہ اجتماع محض نمائش نہیں، بلکہ ایک عبادی وسیاسی اجتماع ہے۔ اس اجتماع میں اسلامی ممالک کے خطباء اور مصنفین کی ذمہ داری ہے کہ اسلامی ممالک اور مسلمانوں کے مسائل کو پیش کریں اور ان کو یہ سمجھائیں کہ ساری پریشانیوں

کے پیچھے کونسی طاقت کارفرما ہے اور اس شعبہ میں ہماری کیا کیا ذمہ داری ہے؟اسلامی سوسائٹی کا سب سے بڑاالمیہ یہ ہے کہ ان کو احکام الٰہی مخصوصاً حج کے فلسفہ کا علم نہیں ہے۔

امام خمینیؒ کے انہیں افکار کی روشنی میں حج ابراہیمی کے تین اہم پہلوؤں اس مضمون میں روشنی ڈالنے کی کوشش کریں گے:

۱۔ ابراہیمی حج کا معنوی پہلو
۲۔ ابراہیمی حج کا اجتماعی پہلو
۳۔ ابراہیمی حج کا سیاسی پہلو

۱۔ ابراہیمی حج کا معنوی پہلو:

امام خمینیؒ فرماتے ہیں کہ تمام مسلمان متوجہ رہیں کہ حج کا سفر تجارت اور حصول دنیا کا سفر نہیں ہے، بلکہ یہ سفر اللہ کی جانب اس کے گھر کی زیارت سے شروع ہوتا ہے۔

محترم حاجیو!

’’کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال میں غیر خدا بھی شامل ہوجائے۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ حاجی یہ جان لے کہ وہ کہاں جارہا ہے اور کس کی آواز پر لبیک کہہ رہا ہے، کس کا مہمان ہے اور یہ بھی جان لے کہ خدا خواہی ہر خودخواہی اور خود بینی کی ضد ہے۔ خدا کی طرف سفر ہر دوسرے سفر سے انسان کو روک دیتا ہے۔‘‘

اور دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

’’حج کے معنوی مرتبے جو انسان کی جاودانہ زندگی کا سرمایہ ہیں، اس وقت تک حاصل نہیں ہوسکتے، جب تک اس عبادت کو اس کے تمام پہلوؤں کے ساتھ انجام نہ دیا جائے۔ معنوی اثرات حاصل ہونے کے بعد ہی سیاسی اور اجتماعی اثرات نصیب ہوں گے۔..........اگر حج کے معنوی رخ کو بھلا دیا جائے اور نفس شیطان کا اسیر بن جائے تو انسان (حاجی) یہ گمان بھی نہ کرے کہ وہ خدا کی راہ میں اس کے قوانین کی حفاظت کے لئے جہاد بھی کرسکے گا۔ خلاصہ یہ ہے کہ امام خمینیؒ کی نظر میں ایک کامیاب حج کے لئے سب سے پہلے اعمال، افعال اور مناسک حج کو بطور کامل انجام دے۔ حج کے معنوی مراتب اور اس کے اسرار کی طرف توجہ دے ۔حصول معنویت کے بعد اجتماعی اور سیاسی

پہلوؤں پر بھی غور کرے۔ مطلوب یہ ہے کہ جو انسان یعنی حاجی خود شیطان کا اسیر ہو وہ دوسروں کو آزادی کا پیغام کیا دے گا؟''

۲۔ ابراہیمی حج کا اجتماعی پہلو:

امام راحلؒ فرماتے ہیں کہ: حج مختلف قوموں کی پہچان کا مرکز ہے، جہاں مسلمان دوسرے مسلمانوں کی تہذیب سے آشنا ہوسکتا ہے........صرف شناخت نہیں بلکہ ان کے مسائل اور پریشانیوں کا حل بھی حج ہی سے ممکن ہے۔

حج ابراہیمی کے اس اجتماعی پہلو کے کئی اثرات ہیں جن میں سے کچھ کی طرف ہم اشارہ کررہے ہیں:

ا۔ مسلمانوں کے درمیان وحدت کا استحکام:

امام خمینیؒ فرماتے ہیں:'' مسلمانوں کے درمیان اتحادایک قرآنی شعار ہے، جس کی تبلیغ کا مرکز مکہ مکرمہ اور موسم موسم حج ہے۔ جس کی ابتداء حضرت ابراہیمؑ سے ہوئی اور امام زمانہ عج کے ظہور کے ساتھ پایہ تکمیل کو پہونچے گی۔ منافع کا لفظ جو قرآن مجید میں آیا ہے، اس کا مفہوم عام ہے، جس میں سیاسی، اجتماعی، اقتصادی اورثقافتی فائدے بھی شامل ہیں۔ ان میں سب سے اہم فائدہ مسلمانوں کے درمیان اتحاد ہے۔

خطباء اور مصنفین اس عظیم امر کے لئے تلاش کریں اور شعار لاالہ الا اللہ کو سیاسی استثمار سے نجات دلائیں اور مسلمانوں کے درمیان بھائی چارہ کے ذریعہ مشکلات پر قابو لائیں۔

۲۔ مسلمانوں کے امور کا اہتمام:

امام راحل فرماتے ہیں:

''حج کے عظیم اجتماع میں جہاں ساری دنیا کے مسلمان اکٹھا ہوتے ہیں، ضروری ہے کہ حج کے اعمال بجالانے کے ساتھ ساتھ حج کا ایک عظیم فلسفہ اسلامی ممالک میں زندگی بسر کرنے کے حالات سے آگہی پر بھی توجہ سے جڑا ہوا ہے۔ اپنے مومن بھائیوں کے احوال سے مطلع ہوں اور ان کی پریشانیوں کو دور کرنے کی کوشش کریں۔ مسلمانوں کے امور کا اہتمام اسلام کے اہم فرائض میں

سے ہے جس طرح رسول اکرمؐ نے فرمایا ہے : "من اصبح لایھتم بأمور المسلمین فلیس بمسلم"

یعنی جو صبح اٹھے اور مسلمانوں کے امور ومسائل کے حل کا اہتمام نہ کرے تو وہ مسلمان نہیں ہے۔....آج مسلمانوں کا قبلۂ اوّل غاصب اسرائیل کے ہاتھوں میں ہے۔ آج ہمارے فلسطینی اور لبنانی بھائیوں کا خون بہایا جارہا ہے۔ ہر مسلمان پر فرض ہے کہ وہ اسرائیل کے خلاف اپنے آپ کو تیار کرے اور حج میں لبیک کہنے کا فلسفہ یہ ہے کہ ان مظلوموں کی فریاد کا جواب دے سکیں۔''

۳۔ مشورے اور اجتماعی امور میں تبادلۂ خیال :

امام خمینیؒ فرماتے ہیں کہ : محترم حاجیو! اس مقدس اجتماع میں سے سب سے پہلے اسلام کے سیاسی مسائل اور پھر اسلامی ممالک میں مسلمانوں کے خصوصی مسائل پر تبادلہ خیال کریں، ان کی پریشانیوں کو سنیں اور مشوروں کے ساتھ ان کا حل بھی ڈھونڈیں اور کس طرح مختلف مذاہب اور گروہوں کے درمیان اتحاد قائم ہوسکتا ہے، غور کریں۔ ....تمام مسلمان متوجہ رہیں کہ حج کا ایک عظیم مقصد مسلمانوں کے درمیان تفاہم اور بھائی چارہ کو مضبوط کرنا ہے۔ اور یہ عبادت فتنوں کے شعلوں کو بجھانے کے لئے ہے ۔ جہاں مذہب کا سہارا لیکر مسلمانوں کے درمیان اختلاف کا بیج بویا جارہا ہے ۔ اگر حج جیسی عبادت نہ ہوتی تو دشمن اپنے مقاصد میں کامیاب ہوجاتا ۔ حج جماعت ، جمعہ اور عید کا تتمہ ہے، جو اختلاف سے بچنے اور بچانے کے لئے بہترین عامل ہے اور دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ :

اس اجتماع میں شرکت کرنے والے علماء کی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ ملتوں کی بیداری کے لئے مفید مشورے تیار کرکے حاجیوں کے درمیان تقسیم کریں تاکہ وہ لوگ اپنے ممالک کو لوٹنے کے بعد اس امر پر غور کریں اور اپنے ممالک کے سربراہوں سے یہ چاہیں کہ وہ اہداف اسلام کو نصب العین قرار دیں۔ آپسی اختلافات کو چھوڑ کر استعمار سے نجات کے لئے کوشش کریں۔

۴۔ ابراہیمی حج کا سیاسی پہلو:

امام راحل فرماتے ہیں : ''حج کے عظیم اجتماع میں جس بات کو سب سے زیادہ چھپایا گیا ہے، وہ حج کا سیاسی پہلو ہے ۔ یہاں تک کہ سیاسی امور میں گفتگو کو بھی ایک گناہ سمجھا گیا ، جبکہ ابتداء ہی سے حج کے سیاسی پہلو پر غور کیا گیا ہے اور اسے اہمیت بھی دی گئی ہے۔ اسکا سیاسی پہلو اجتماعی اور

عبادی پہلو سے کم نہ رہا ہے اور اس کا سیاسی پہلو سیاست کے علاوہ خود عبادت بھی ہے۔"

دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ:

"کیا کیا جائے؟ اس کی شکایت کس سے کی جائے کہ حج قرآن کی طرح مہجور ہے۔ جس طرح قرآن کی معرفت اور اس کی شناخت ہماری نفسانی خواہشات کے تلے دب چکی ہے، حج کی حالت بھی کچھ اسی طرح ہے۔ لاکھوں مسلمان ہر سال کعبہ کی زیارت کے لئے جاتے ہیں اور اپنا پیر وہاں رکھتے ہیں، جہاں حضرت ابراہیمؑ اور حضرت ہاجرہ نے رکھا تھا،لیکن کوئی نہیں ہے جو یہ پوچھے کہ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت محمدؐ کون تھے؟ انہوں نے کیا کیا اور ان کا ہدف کیا تھا؟اور ان کا ہم سے مطالبہ کیا ہے؟

یاد رہے وہ حج جس میں برائت کا اعلان نہ ہو، وحدت کا پیغام نہ ہو اور جس سے زندگی میں تحرک پیدا نہ ہو، وہ حج ہے ہی نہیں۔

............حج کی سیاست ایسی سیاست نہیں ہے کہ جسے ہم نے بنایا ہو۔حج کی سیاست اسلام کی سیاست ہے۔جس طرح پیغمبر اسلامؐ نے بتوں کو توڑا تھا، ہماری ذمہ داری بھی یہی ہے کہ ہم بھی بتوں کو توڑیں۔آج کے بت کل کے بتوں سے زیادہ خطرناک ہیں"۔

حج کے سیاسی پہلو میں مندرجہ ذیل امور پر غور کیا جاسکتا ہے۔

ا۔مشرکین سے برائت:

امام خمینیؒ فرماتے ہیں کہ: مومنین سے محبت، مشرکین ومنافقین سے نفرت اور ان سے برائت کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتی، اور اس بات کے لئے کونسا گھر اللہ کے گھر سے بہتر اورمناسب تر ہے...........

ہمارا برائت کا اعلان ایسی امت کا اعلان ہے کہ جس کی طرف کفر واستکبار کمانوں میں تیر جوڑے ہوئے چلانے کے لئے تیار بیٹھے ہیں۔ ہیہات! ہائے افسوس! یہ کیسے ممکن ہے کہ عاشورا کے کوثر سے سیراب ہونے والے تشنگان معرفت اور صالحین کی وراثت کا انتظار کرنے والے ذلت آمیز موت کے لئے تیار ہوجائیں۔

ہیہات! ہائے افسوس یہ کیسے ممکن ہے کہ خمینی، شیطان صفت کفار اور مشرکین کے قرآن

وعترت پر حملوں کو دیکھتا رہے اور خاموش رہے!.......

مشرکین سے برائت کا اعلان سنت نبوی ہے اور یہ اعلان کہنہ اور پرانا ہونے والا نہیں ہے۔

۲۔ اسلامی طاقت کا مظاہرہ:

حج میں لاکھوں مسلمانوں کا ایک پلیٹ فارم پر جمع ہونا اور ایک آواز میں لبیک کہنا خود ایک عظیم طاقت اور قوت ہے۔

امام راحل کہتے ہیں کہ: یہ امر اسی وقت محقق ہوگا جب امت اسلام کے درمیان اتحاد قائم ہو اور وہ اتحاد عملی طور پر ساری دنیا کو دکھلایا جائے۔ روایات کے اعتبار سے یہ بھی جہاد کی ایک قسم ہے اور جو فائدہ جہاد میں ہے، وہی فائدہ حج میں بھی ہوگا۔

...........اگر اسلامی ممالک مسلمانوں کے ساتھ مل کر ایک کروڑ کی فوج تیار کریں اور لاکھوں کی فوج ایک ہی پرچم تلے جمع ہوجائے تو دنیا کی سب سے بڑی طاقت بن سکتے ہیں۔

واعتصموا بحبل اللّٰہ جمیعا وّلا تفرقوا۔

☙◆❧